Fikr-o-Nasar (Islamabad) 7:4 (1969)

دنیائے اسلام کو موجودہ دور کا چیلنج

اسلامی اور یورپی تہذیب کی روشنی میں

ایم اے حسین ملک ☆ مترجم:- نور الاسلام

دنیائے اسلام تاریخ کے بڑے نازک دور سے گزر رہی ہے۔ اس دور کی اہمیت یہ نہیں کہ دنیائے اسلام اپنے آپ کو بیرونی طاقتوں کے اثر یا غلبہ سے محفوظ رکھے یہ ایک پرانی بات ہے۔ یہ وقت اس لئے اہم ہے کہ ہمیں بھوک، بیماری، جہالت اور بدنظمی کے خلاف جنگ کرنی ہے۔ باوجود گزشتہ پندرہ سال کی سعئ بلیغ اور بیرونی امداد کے ہمارے مسائل جوں کے توں ہیں۔

اسلامی اور دوسرے ترقی پذیر ملکوں کے منصوبہ بنانے والوں کا خیال ہے کہ ہماری پس ماندگی کی تمام تر وجہ سرمایہ کی کمی ہے، یہ خیال غلط ہے کیوں کہ یہ ممالک دولت مند ہونے کے باوجود اصلاحی اداروں کی ترویج و ترقی کا جذبہ نہیں رکھتے۔ جذبہ انسانی کوشش اور قربانی کا طلب گار ہوتا ہے۔ اور نشاۃِ ثانیہ، اصلاحِ دین، صنعتی انقلاب اور انقلابِ فرانس جیسے انقلابات کو جنم دیتا ہے۔ اسی تاریخی بیداری نے یورپ کی موجودہ ترقی کی بنیادیں مضبوط کیں۔

نشاۃِ ثانیہ نے تحقیق و تجسس کی ایک تازہ روح پھونک دی۔ اور برونو (۱۵۴۵ - ۱۶۰۰ء) اور گلیلو (۱۵۴۶ — ۱۶۴۲ء) جیسی شخصیتوں کو باوجود عیسائی مذہبی پیشواؤں کی شدید مخالفت کے اپنی علمی دریافتوں کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی جرأت بخشی۔ اصلاحِ دین کی تحریک نے زمانہ کے مذہبی خیالات میں زبردست انقلاب پیدا کر دیا۔ عام خیال تھا کہ روحانی قوتیں غیر روحانی قوتوں سے کہیں زیادہ بلند و بالا ہیں۔ مارٹن لوتھر (۱۴۸۳ - ۱۵۴۶ء) نے اس کے بالکل برعکس نظریہ پیش کیا۔ کالون (۱۵۰۹ — ۱۵۶۴ء) اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ گیا اور اس نے بہ بانگِ دہل کہا کہ اس دنیا میں کامیابی اس بات کی دلیل ہے کہ کامیاب انسان خدا کا مقرب اور برگزیدہ بندہ ہے۔

نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیت جو صدیوں سائنس کی مخالف رہی تھی اب سائنس کو قبول کرنے اور اپنانے کے لئے تیار ہو گئی۔

© Dr Muhammad Hamidullah Library, IIU, Islamabad. http://iri.iiu.edu.pk/

سیناؔئی نے کہا ہے :۔

"اصلاحِ دین کی تحریک نے قرونِ اوسط میں اقتدار کے سب سے بڑے ستون یعنی چرچ کو ہلا کر رکھ دیا۔ اس نے زندگی کے ہر پہلو کو خواہ وہ اجتماعی ہو یا انفرادی متاثر کرنے اور معاشرہ کی از سرِ نو تشکیل کی ٹھان لی۔ پدری مذہب سے اس کا ناطہ ٹوٹ گیا اور اس نے روحانی اور غیر روحانی طاقتوں کی مخالفت شروع کر دی۔ اس نے پرانے مذہبی خیالات کے محل ڈھا دیئے۔ خدا کی لافانی طاقت کے آگے خادمانہ بندگی کی جگہ ایک جذبہ بیداری نے لے لی۔" یہ بیداری کی روح جہاں بھی پھیلی انسانی دماغ نے ایک لامتناہی جذبۂ خود اعتمادی اور خودداری حاصل کر لیا۔ الفرڈ ویبر نے کہا ہے کہ روایاتی کلیسا کی عظیم طاقت سترھویں صدی کے آخر تک بالکل ناکارہ ہو چکی تھی۔ یہ وہ وقت تھا جب انسان نے اپنی اصلیت کو پہچانا۔ اسپین کے فلسفی اسپینوزا (۱۶۳۲ ــ ۱۶۷۷ء) نے غیر مذہبی افکار کو اپنے قلمی کارناموں سے آگے بڑھایا۔

اصلاحات کے ان دو مدارج کے بعد وہ قابلِ ذکر دَور شروع ہوا جب لوگوں میں سماجی، سیاسی اور معاشی بیداری پیدا ہوئی۔ ۱۷۸۹ء کے فرانسیسی انقلاب نے روایتی حکومت کے ڈھانچہ کو مسمار کر دیا۔ قبل ازیں اقتدارِ اعلیٰ بادشاہوں کے ہاتھ میں تھا اور وہ اپنی من مانی کرتے تھے۔ اب تمام طاقت عوام کے ہاتھ میں آ گئی اور حکومت ان کے خیالات پر عمل کرنے پر مجبور ہوئی۔ فرانسیسی انقلاب پر رُوسو (۱۷۱۲ــ۱۷۷۸ء) اور والٹیرؔ (۱۶۹۴ ــ ۱۷۷۸ء) کی تصنیفات کا بہت گہرا اثر ہوا۔

انقلابِ فرانس کا نعرہ "آزادی، مساوات اور اخوت" ابھی تک دنیا کا ایک پسندیدہ نعرہ ہے۔ صنعتی انقلاب جس کی ابتداء انقلابِ فرانس سے پہلے ہو چکی تھی انیسویں صدی میں یورپ کے برِ عظیم میں تیز رفتاری سے پروان چڑھا۔ صنعتی ترقیاتی دَور کو جس کا انحصار سائنس اور صنعت پر ہے، جب بنک کاری، بیمہ اور انتظامی معاملات میں ترقی اور رسل و رسائل کے ذرائع سے ہم آہنگی ہوئی تو اس نے یورپ کی ترقی میں نئے راستے کھول دیئے۔ خاندانی روایاتی زندگی کے نظریئے جن پر پہلے جائداد کی ملکیت اور خاندانی تعلقات کا اثر پڑتا تھا اب ایک نئے ڈھانچے میں ڈھلنے لگے جس کی بنیاد انسانی صلاحیت اور خاندانی حیثیت پر رکھی گئی۔ وہ شخصیتیں جو اس پُر آشوب دَور پر اثر انداز ہوئیں والٹیرؔ، رُوسو، دانتےؔ، ریفلین، کارل مارکس، اینجلس، ٹالسٹائے وغیرہ ہیں۔

کارل مارکس کا کمیونسٹ مینی فیسٹو (۱۸۴۷ ــ ۴۸ء) اور "داس کیپٹل" سے جو ۱۸۶۷ء میں سب سے

پہلے تصنیف ہوئی، دنیا میں کمیونسٹ نظریہ کی ابتدا ہوئی جس کو پہلی سیاسی کامیابی اکتوبر ۱۹۱۷ء کے روسی انقلاب کے ذریعہ حاصل ہوئی۔

ایک منظم عوامی طرزِ حکومت نے ذہنی بیداری پیدا کی، جس نے مزدور پیشہ لوگوں کو اس بات سے بخوبی روشناس کر دیا کہ انسان پر خود اپنی ذات اور دوسروں کی بہبودی کے لئے کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس کے بعد کی ترقیوں نے خصوصاً بیسویں صدی عیسوی کے اوائل میں سماجی کش مکش کو اور کم کر دیا اور بیّن طور پر نئی ایجادات کے ذریعہ جسمانی اور حتیٰ کہ دماغی محنت کا بوجھ بھی انسان سے لے کر مشینوں پر ڈال دیا۔ سوشل انشورنس جس کے ذریعے بیماری، حادثات، ضعیف العمری کا بیمہ ہو سکتا تھا۔ ۸۴-۱۸۸۱ء میں بسمارک نے اس کی ابتدا کی اور یہ اس تخلیقی دور کی غیر یقینی صورت حال میں ایک بڑی اہمیت رکھتا ہے۔

یہ تمام سماجی اور معاشی ترقیاتی پروگرام قربانیاں دیئے اور تکالیف اُٹھائے بغیر تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ صنعتی انقلاب کے دوران میں یورپی اقوام بہت سی آزمائشوں سے گزر چکی تھیں، ان نئے مواقع سے مستفید ہونے کے لئے جو سرمایہ دارانہ نظام کارفرما تھا اس کو انہیں بہت بڑی قیمت ادا کرنی پڑی۔ انگلستان کے زرعی قانون نے کسانوں کو بے دخل کر دیا۔ کاری گروں کے اوزار بیکار ہو گئے اور روزی جاتی رہی، لہٰذا نئے مزدور پیشہ لوگ "سیاہ شیطانی کارخانوں" میں جوق در جوق ملازم ہو گئے۔ عورتوں اور بچوں کو کانوں کے اندر اپنے ہاتھوں اور پاؤں پر رینگ رینگ کر گاڑیاں گھسیٹنا پڑتا وہ روزانہ سولہ گھنٹے کام کرتے تھے۔ نئے صنعتی شہروں میں غیر تعمیر شدہ مکان اور جھونپڑیاں جو صاف ستھری نہ تھیں ان کی رہائش کی آماجگاہ بن گئیں اور نئے نسل کے مردوں سے کھچا کھچ بھر گئیں۔ ان کا پست ترین معیارِ زندگی تاریخ کا ایک شرمناک باب ہے۔ وہ غربت، ناانصافی اور جمہوری حقوق سے محرومی کا شکار تھے۔

یورپین ممالک نے ان روشن خیالی اور تکلیف دہ عملی مدارج سے گزرتے ہوئے غیر یورپین ممالک میں جارحانہ کردار ادا کیا۔ انھوں نے دوسرے ممالک میں بادشاہتوں اور پرانے سماجی اور معاشی نظاموں کو تباہ کر دیا اور غیر ملکی لوگوں پر تقریباً ڈیڑھ صدی تک اپنے غلبہ اور اثر کو قائم رکھا اور ان پر حکومت کی۔ یہ دور جسے نوآبادیاتی دور کہا جاتا ہے اس میں اُنہوں نے غیر ملکوں کی سرزمین پر ان کی پیداوار اور ان کے مزدوروں پر استحصال کو جاری رکھا۔ اس سے یورپین ممالک خاص طور سے انگلستان اور مغربی یورپ کے ملکوں میں صنعتوں کو بہت فروغ ہوا۔

اگرچہ نوآبادیاتی دَور سوائے چند مستثنیات کے اب تقریباً ختم ہو چکا ہے۔ اب بھی یورپ میں ترقی کا دَور جاری ہے مغربی یورپین ممالک امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ آج کل اپنی قومی آمدنی کو ۳ سے ۵ فی صدی تک سالانہ بڑھا لیتے ہیں مختصر طور پر یہ وہ تاریخی ادوار ہیں جن سے یورپین ممالک کو خوش حالی کی منزل تک پہنچنے کے لئے گزرنا پڑا۔

بعض وہ اہم اسباب جنہوں نے یورپ کی نشاۃِ ثانیہ کے بعد اب تک یورپ کی ترقی اور خوش حالی کو چار چاند لگائے یہ ہیں :۔

(الف) سائنسی معلومات رکھنے والوں اور روشن خیال طبقہ کے آزادانہ نظریہ کی مخالفت سے کلیسا کی بتدریج دست برداری۔

(ب) اصلاحات اور صنعتی و فرانسیسی انقلاب کے دَور میں انسان کا اپنی فطرت سے اعلیٰ تعلیمی معیار اور روشن خیالی کے ذریعہ متعارف ہونا۔

(ج) غیر روحانی رجحانات کو روحانی رجحانات پر ترجیح دینی اور اس نئے عقیدہ کی ترقی و پذیرائی کرنا کہ اس دنیا میں مالی فائدے خداوند کریم کا انعام ہیں۔

(د) مستقل بادشاہتوں کو اور قانونی ذرائع سے ایسی قائم شدہ حکومتوں کو عوامی طرزِ حکومت میں تبدیل کرنا۔ اور حکومت کی طاقت اب عوام کی قوت سے مترادف اصطلاح بن گئی۔

(ہ) زرعی اصلاحات کو رائج کرنا اور جاگیرداری کو ختم کرنا۔

(و) ہر فرد کو حق رائے دہندگی حاصل ہو اور مزدوروں کی جماعتیں تشکیل دی جائیں جس سے مزدور طبقہ کے حقوق کی حفاظت ہو سکے۔

ان کے ساتھ ساتھ دوسرے واقعات بھی اسباب بن گئے مثلاً بھاپ سے چلنے والے انجن کی ایجاد، بجلی، زمین سے تیل کا نکلنا۔ میریا تھیریسا کا تعلیم کو ضروری قرار دینا، کرسٹنس ٹیلر کا (۱۹۲۲ - ۱۸۵۴ء) تقریباً ساٹھ سال پہلے جرمنی میں نئے طرز کے اسکولوں کا قیام سائنس اور ریسرچ کی ترقی کے لئے مختلف قسم کے امداد باہمی کے تحت ریفیسن (۱۸۱۸ - ۱۸۸۸ء) موٹر ڈیل پائیزس (۱۸۴۴ء) اور شولزے ڈیلش (۱۸۰۸ - ۱۸۸۳ء) نے مختلف اداروں کو قائم کیا اور میڈیکل، بنک کاری اور انشورنس کے اداروں کو فروغ دیا۔ ان تمام اصلاحوں اور ایجادوں اور آسانیوں نے یورپ کے باشندوں کو مجبور و مقہور انسان بنانے کی بجائے سماجی، معاشی بہبودی اور ترقی کی راہوں پر گامزن بنا دیا۔

(مسلسل)